32

جلسہ سالانہ کے لئے مکانات اور خدمات پیش کریں

(فرمودہ ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

خدا کے فضل سے جلسہ کے دن قریب آرہے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی سنت ہم پچھلے سالوں سے دیکھتے چلے آئے ہیں کہ ہر سال اس کے فضل سے ہمارے اندازہ سے بڑھ کر مہمان آتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں اس سال بھی یہی امید رکھنی چاہئے کہ پہلے سے زیادہ ہی لوگ آئیں گے۔ اور اس لحاظ سے ان دنوں میں پہلے سے زیادہ مختلف قسم کے سامانوں اور کام کرنے والوں کی ضرورت ہو گی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کچھ دن جلسہ میں باقی رہ جاتے ہیں تو جلسہ کے انتظام کے متعلق تجاویز سوچی جاتی ہیں اس لئے بسا اوقات وہ تجاویز اتنی کار آمد اور مفید نہیں ثابت ہوتیں جیسا کہ اس صورت میں کار آمد ہو سکتی ہیں کہ وہ کافی عرصہ پہلے سوچی جائیں اور پہلے سے وہ تجاویز عمل میں لائی جائیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مکانات رک جاتے ہیں اور وقت پر مکان نہیں ملتے۔ اس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ لوگ اپنے کسی دوست اور رشتہ دار کے لئے پہلے سے ہی مکان کا انتظام کر لیتے ہیں ۔ لیکن اگر شروع میں مکانات کو روک لیا جائے تو وقت پر منتظمین کو دقت پیش نہ آئے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوست کے پاس اتنا کھلا مکان ہوتا ہے کہ جس میں مثلاً چالیس آدمی آسکتے ہیں لیکن اس نے اس پانچ سات آدمیوں کے لئے خالی کیا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے اگر اس مکان کا مطالبہ کیا جاتا تو ہو سکتا تھا کہ اس وقت وہ مکان دیدیتا اور اس کے اپنے مہمان بھی اس پر گزارہ کر لیتے ۔ اس لئے ایک طرف میں منتظمین جلسہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جس قدر جلد ہو سکے دوستوں میں تحریک کر کے مکانوں پر قبضہ کر لیں۔

اور دوسری طرف دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس قدر جلد ہو سکے اپنے مکان منتظمین کو

پیش کریں۔ اور اپنی خدمات بھی اس موقعہ پر کام کرنے کے لئے پیش کریں۔ زیادہ سے زیادہ چار پانچ دن کی بات ہے۔ اتنے دن مہمانوں کے لئے اور مہمان بھی وہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان ہیں۔ تنگی اور تکلیف کے ساتھ گذارہ کرلیں۔ جگہ کی بات ایسی ہے کہ بڑی سے بڑی جگہ بھی تنگ ہو سکتی ہے اگر اس میں تھوڑے آدمی رکھے جائیں۔ اور چھوٹی سے چھوٹی جگہ وسیع ہو سکتی ہے اگر اس میں چند دن گذارہ کرنے کا خیال ہو۔ ریل ہی کو دیکھ لو دو دو تین تین دن تک ایک کمرہ میں کتنے آدمی گذارہ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ سونے کا بھی وہاں موقعہ نہیں ملتا۔ لیکن باوجود اس کے وہاں انسان کو کوئی دقت اور تکلیف نہیں محسوس ہوتی۔ بلکہ خوشی کے ساتھ وہ وقت گذار لیتا ہے۔ جس کی یہی وجہ ہے کہ اس نے پہلے سے ہی فیصلہ کرلیا ہوتا ہے کہ ریل میں اگر بیٹھنے کی جگہ بھی مل جائے تو بڑی غنیمت ہے۔ وہ اپنے اس خیال اور فیصلہ کی وجہ سے سارے سفر میں خوش رہتا ہے کہ یہ سفر ہے اور اس میں گذارہ کرنا ہے۔ حالانکہ اس کے مقابل اگر ریل کا سا کمرہ کسی اور جگہ دیا جائے تو وہ کہے گا یہ کیا ڈربہ سا ہے۔ لیکن ریل کے کمرہ میں اگر ٹیک لگانے کی بھی جگہ مل جائے تو کہتا ہے کہ اس دفعہ کا سفر آرام سے کٹا ہے۔ حالانکہ وہ تنگ جگہ میں کئی دن رہا ہے۔ تو یہ باتیں نسبتی ہوتی ہیں۔ نسبت کے ساتھ آرام میں تکلیف محسوس ہوتی ہے اور تکلیف میں آرام معلوم ہوتا ہے۔ پس خیالات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ خیال سے ہی ایک چیز تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ اور خیال سے وہی چیز آرام دہ ہو جاتی ہے۔ یہی خیال جلسہ کے دنوں میں احباب کو رکھنا چاہئے۔ وہ چند دن کے لئے یہی تصور کرلیں کہ وہ ریل کے کمرہ میں بیٹھے ہیں اور گذارہ کرنا ہے۔ جس وقت اس کے دل میں یہ خیال گڑ جائے گا بلکہ فقرہ ہی کہے گا اس وقت ہی اس کو کوئی تکلیف تکلیف نہیں محسوس ہوگی۔ بلکہ اس کے دل میں وسعت پیدا ہو جائے گی اور ہر بات میں اسے آرام اور خوشی محسوس ہوگی۔

پس جہاں تک ہو سکے۔ مہمانوں کی خاطر جو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے گھروں کو اپنے آراموں کو چھوڑنے والے ہیں۔ اپنے گھروں کو وسیع کردو اینٹوں کے ساتھ نہیں بلکہ دلوں کے ساتھ۔ مکان صرف اینٹوں ہی کے ساتھ وسیع نہیں ہوتے بلکہ دلوں کی وسعت کے ساتھ وسیع ہوتے ہیں۔ دل اگر تنگ ہو تو کھلے سے کھلا مکان تنگ ہو جائے گا۔ اور دل اگر وسیع ہو تو تنگ مکان بھی وسیع معلوم ہوگا تو اپنے مکانوں کو کھلا کردو اور دل کے کھلا کرنے کے ساتھ کھلے کرو۔

دنیا کا تمام کارخانہ تعاون کے ساتھ چل رہا ہے۔ اگر تعاون نہ ہو تو تمام کارخانہ بگڑ جاتا ہے۔ اور تعاون کا بہترین ذریعہ آپس کے تعلقات ہیں۔ جو جلسہ کی تقریب پر بھی پیدا ہوتے ہیں۔

جلسہ کے فوائد میں سے بہت بڑا فائدہ تعلقات کا پیدا ہونا ہے۔ ان کے ذریعہ سے تعاون اور ترقی کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ گویا سال بھر کے لئے ترقی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ جلسہ کی وجہ سے ہر سال نئے آدمیوں سے واقفیت ہوتی ہے۔ اور تعلقات قائم ہوتے ہیں اور اس طرح سلسلہ کی ترقی کے لئے وہ مدد اور سہولتیں میسر ہو جاتی ہیں۔ جو اس کے بغیر بہت سے خرچ کرنے سے بھی میسر نہیں ہو سکتیں۔ لوگ تو تعلقات قائم کرنے کے لئے خود سفر کرتے اور دوسروں کے پاس پہنچتے ہیں۔ لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ خود ہمارے گھر پر لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاتا ہے۔ اور بیٹھے بٹھائے ہمیں دوستوں کے حالات سے واقفیت بہم پہنچتی ہے۔ اور تعلقات کے ذریعے ہمارے لئے کام کرنے کے رستے کھل جاتے ہیں اور کاموں میں سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو اس خیال سے بھی دوست کوشش اور ہمت کے ساتھ مہمانوں کے لئے اپنی جگہیں پیش کریں اور یہ نہ ہو کہ جو کمرہ ضرورت اور استعمال سے زیادہ ہو وہ دیدیں بلکہ اس خیال سے کہ کم از کم ان کے لئے کتنی جگہ باقی رہ جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ کتنی جگہ مہمان کے لئے خالی ہو سکتی ہے۔ یہ نہ خیال کریں کہ کم از کم کتنا حصہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ خیال رکھیں کہ زیادہ سے زیادہ کتنا حصہ دے سکتے ہیں اور اپنے حصہ میں تھوڑی سے تھوڑی کتنی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ اگر اس خیال اور اس روح کے ساتھ دوست کام کریں گے تو کوئی تنگی نہیں رہے گی اور تمام گھروں میں کافی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اس صورت میں ہر سال زیادہ سے زیادہ آنے والے مہمان سما سکتے ہیں۔

دوسری ضرورت کارکنوں کی ہے۔ بے شک ہر سال بہت سے احباب اپنی خدمات پیش کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے کچھ لوگ رہ جاتے ہیں اس لئے دفاتر اور دکانداروں کے سوا باقی تمام احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس موقعہ پر جلسہ کے کاموں میں بھی حصہ لیں اور ابھی سے اپنے آپ کو پیش کریں۔ ہاں وہ اس خدمت کو کسی انسان کی خدمت نہ سمجھیں بلکہ دین کی خدمت سمجھیں۔ کیونکہ ہمارا جلسہ کوئی دنیوی تقریب کا جلسہ نہیں کوئی میلہ یا کانفرنس نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ انتظام کیا گیا ہے کہ سال میں چند دن ایسے رکھے جائیں۔ کہ جن میں روحانیت کے علوم اور معرفت کے نکات کو ایسے طور پر قائم کیا جائے کہ وہ کبھی مفقود نہ ہوں۔ جب کہ تمام لوگ اپنا سارا مال اور ساری دولت اپنے آرام و آسائش اور دنیاوی ضروریات کے لئے خرچ کرتے اور سارا وقت اس پر صرف کرتے ہیں وہاں ہماری جماعت کے لوگ کم از کم کچھ دنوں کو دین کے لئے وقف کرتے اور سارا وقت اس پر صرف کرتے ہیں۔ اور تکلیفیں برداشت

کرتے ہیں۔ اور روپیہ خرچ کرتے ہیں۔

قادیان کے رہنے والے اصحاب کو تو بہت سے مواقع ان نکات کے سننے اور فائدہ اٹھانے کے ملتے ہیں اور ہمیشہ وہ کچھ نہ کچھ سنتے رہتے ہیں۔ لیکن باہر سے آنے والے دوستوں کو اس قدر وقت نہیں ملتا۔ اس لئے ان کے لئے یہ سنہری موقعہ ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کے لئے چند روز وقف کر کے اور تکلیف اٹھا کر یہاں تبلیغ و اشاعت کے لئے معلومات حاصل کریں اور معرفت و روحانیت کی ترقی کے سامان معلوم کریں۔ اس لئے ان دنوں میں قادیان کے دوستوں کا خدمت کرنا درحقیقت دین کی اشاعت اور تبلیغ کرنا ہے۔ وہ لوگ جو روٹی پکاتے ہیں اور وہ جو روٹی کھلاتے ہیں اور وہ لوگ جو لالٹینیں جلاتے ہیں اور وہ جو پانی پلاتے ہیں۔ غرض جو کام بھی مہمانوں کے لئے کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت تبلیغ کر رہے ہیں یا تبلیغ میں مدد دے رہے ہوتے ہیں۔ یہ مت خیال کرو کہ تم مہمانوں کے لئے روٹی لا رہے ہو اور روٹی کھلا رہے ہو یا روٹی کے لئے انتظام کر رہے ہو یا ان کے سامانوں کی حفاظت کر رہے ہوں بلکہ جلسہ پر تمہارا ہر ایک کام جو مہمانوں کی خاطر ہے وہ دین کی خدمت ہے۔ وہ تعلیم ہے وہ تدریس ہے۔ ہر شخص جو روٹی لے جاتا اور کھانا کھلاتا اور مہمان کی خاطر و تواضع میں یا اس کے سامان کی حفاظت میں مشغول ہے۔ وہ درحقیقت ان لکچروں میں حصہ دار ہے۔ کیونکہ جو لوگ جلسہ گاہ میں بیٹھے لکچر سن رہے ہیں۔ وہ ان ہی کی خدمت اور انہیں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے جس طرح وہ شخص خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہے کہ جو خدا کی راہ میں کام کر رہا ہے اور تبلیغ میں حصہ لے رہا ہے۔ اسی طرح یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو گا۔ پس یہ خدمت کوئی دنیوی خدمت نہیں بلکہ دینی خدمت ہے۔ جس کے اجر کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

معمولی مہمان نوازی کا اتنا بڑا اجر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ضائع نہیں کرتا تو ان مہمانوں کی خدمت کے اجر کا ہم کہاں اندازہ لگا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں۔

دیکھو حضرت نبی کریم ﷺ کو جب پہلے پہل الہام ہوا تو آپ کو خیال ہوا کہ شائد میں ابتلا میں ڈالا گیا ہوں۔ تو اس وقت آپ کے اس خیال کو دور کرنے کے لئے اور تسلی دلانے کے لئے حضرت بی بی خدیجہؓ نے جو باتیں عرض کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ آپ تو مہمان نوازی کرتے ہیں آپ کیونکر ضائع ہو سکتے ہیں۔ اسے مہمان کی خدمت کرنے والے کو کب ٹھوکر میں ڈالا گیا کہ آپ ابتلا میں ڈالے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کبھی مہمان کی خدمت کرنے والے کو ٹھوکر میں نہیں

ڈالتا۔ پس جب خالی کسی کو کھانا کھلانا اتنا بڑا کام ہے کہ اس کے اجر میں انسان کو غیر متزلزل ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اس کے ایمان کو تزلزل میں ڈالنے والے واقعات نہیں پیش آتے۔ تو وہ کھانا کھلانا جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس کے دین کی اشاعت کے لئے ہو کتنے بڑے اجروں اور فضلوں کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسی خدمات کو معمولی خدمت مت سمجھو بلکہ اس کو دین کی خدمت سمجھو تاکہ تم عمدگی اور اخلاص کے ساتھ کام کر سکو۔ مگر اس کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں مثلاً صبر و تحمل، محنت اور چستی ہو۔ کیونکہ بعض وقت ذرہ سی بے پروائی کے نتیجہ میں دوسرے کے ایمان کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ تمہاری آنکھوں پر، تمہاری زبان پر، تمہاری تمام حرکات و سکنات پر قابو ہو اور چستی اور عقل کے ساتھ کام کرو۔ جب تک اس رنگ میں خدمت کے لئے تیار نہ ہو گے۔ تب تک خدمت مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم خدمت تو کرو لیکن زبان پر قابو نہ ہونے کی وجہ سے تمہارے منہ سے ایسا کلمہ نکل جائے جو دوسرے کی شان کے خلاف ہو۔ اور گستاخی میں تمہارا ایمان ضائع ہو جائے یا تمہاری خدمت ہی ضائع چلی جائے۔ یا ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی حرکت تم سے سرزد ہو جو دوسرے کے ایمان کے لئے ٹھوکر کی موجب ہو۔ اس میں بھی تم اس کی ٹھوکر کا موجب بنے۔ اس لئے محبت اور نرمی محنت اور چستی کے ساتھ کام کر کے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دو کہ قادیان کی رہائش اپنے اندر کس قدر مفید سبق رکھتی ہے اور کیا تغیر پیدا کر دیتی ہے۔

یہ کہنا بہت بڑی غلطی ہے کہ قادیان صرف ہسپتال ہے قادیان صرف ہسپتال ہی نہیں بلکہ وہ مدرسہ ہے معلمین کا۔ بھلا یہ بھی کبھی ہو سکتا ہے کہ ہسپتال میں کبھی مریض اچھے ہی نہ ہوں۔ کیا وہ ہسپتال بھی ہسپتال کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ جو ۳۳ سال سے چلا آتا ہو اور اس میں کبھی کوئی مریض تندرست نہ ہوا ہو۔ اس میں ۳۳ سال سے مریض برابر چلے جاتے ہوں پھر اتنے لمبے عرصہ میں وہ تندرست نہ ہوئے ہوں۔ یہ تعریف نہیں یہ مذمت ہے۔ بلکہ گالی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیان ہسپتال بھی ہے۔ اور اس میں بعض نئے لوگ مریض کی طرح آتے ہیں وہ ایسی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں جو دوسروں کی ٹھوکر کا موجب ہوں۔ اور بعض ایسے مریض بھی آجاتے ہیں جو کبھی تندرست نہیں ہوتے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ صرف ہسپتال ہے اور ہسپتال بھی ایسا کہ جس میں ہمیشہ مریض ہی رہتے ہیں کبھی کوئی تندرست ہو کر نہیں نکلا۔ بلکہ یہ تعلیم گاہ ہے مدرسہ ہے روحانیت کا۔ کیا یہ تسلیم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت میں بھی اب تک اس

ہسپتال کو قائم رکھا ہوا ہے۔ ایسی بات یا تو بیوقوف کہہ سکتا ہے یا پھر منافق دشمن کہہ سکتا ہے جس کی غرض مخفی حملہ کرنا ہے۔ قادیان روحانی معلمین کی تعلیم گاہ ہے۔ بے شک یہ ہسپتال بھی ہے۔ جس میں کئی لوگ مایوس ہو کر آتے ہیں اور یہاں آکر بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ مگر یہ خالی ہسپتال نہیں بلکہ یہ دینی مدرسہ بھی ہے جہاں سے بہت لوگ روحانی اور دینی تعلیم حاصل کر کے نکلتے ہیں۔ اور دوسروں کے لئے وہ نمونہ ہوتے ہیں۔ استاد اور رہنما ہوتے ہیں۔ ہاں بشری غلطیاں بھی ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ اور ایسی غلطیوں سے تو خدا کے نبی بھی نہیں بچ سکتے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ہستی غلطی سے پاک نہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ اگر ہم ہوتے تو یوں کرتے اور یہ لوگ تو یہاں تک بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ فلاں مقام پر ہوتے تو ہم یوں کرتے۔ دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ نے فلاں سیاسی غلطی کی اگر میں اس وقت ہوتا تو ایسا کرتا۔ لیکن ہمارا سوال تو یہ ہے کہ تمہیں کس نے مجبور کیا تھا کہ تم اس وقت نہ ہوتے۔ کس نے تمہارے پاس درخواست کی کہ تم اس وقت موجود نہ ہوتے ہمارا گلہ تو یہی ہے کہ تم ہوتے تو نہیں اور کہتے یہ ہو کہ اگر ہم اس وقت ہوتے تو یوں کرتے۔ پس ہمارا شکوہ تو تمہارے "اگر" پر ہے۔ تم اگر ان سے بہتر نمونہ پیدا کر کے یا بہتر تربیت کر کے دکھاتے تو ہم تمہارے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے اور درخواست کرتے کہ ہمیں سکھاؤ اور ہماری تربیت کرو۔ لیکن تم تو بدقسمتی سے ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ اگر ہم ہوتے۔ تو تم خود تو ہمیشہ اگر ہوتے میں ہی رہے اور جو کام کرنے والے ہیں ان پر یوں اعتراض کرتے رہے۔ اس سے لازماً" یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تم صرف چڑانے کے لئے کہتے ہو۔ حق یہی ہے کہ قادیان ہسپتال کی طرح روحانیت کی درسگاہ بھی ہے۔ اور ایسا اعلیٰ درجہ کا روحانی اور اخلاقی مدرسہ ہے کہ جو اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پس تمام دوست اپنے اخلاق اور عمدہ چال چلن اور اعلیٰ درجہ کے نیک نمونہ کے ساتھ اور اپنے عمل کے ساتھ ثابت کر دیں کہ واقعہ میں یہ جگہ ایسی تربیت گاہ ہے کہ اس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی۔

میں تو حیران ہوتا ہوں اس نابینائی پر کہ کس طرح وہ یہ دیکھتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں کہ وہ بچے جو نوکروں سے کام کرانے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور گھر میں کبھی کام کو ہاتھ تک نہیں لگاتے وہ دن رات جلسہ کے دنوں میں مہمانوں کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ معمولی معمولی مہمانوں کے لئے کھانا لاتے اور ان کے سامنے رکھتے ہیں اور ان کے برتن صاف کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کی مثال دنیا کے کسی حصہ میں پائی جاتی ہے۔ اگر پائی بھی جاتی ہو تو پھر وہاں یہ محبت اور یہ اخلاص نہیں ہو

سکتا۔ وہاں تو شہرت اور عزت کی خواہش ہوتی ہے۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ ہمارے کام بھی برے دکھائی دیتے ہیں۔ ہماری ان خدمات کی کون قدر کرتا ہے۔ پس اگر مثالیں ملیں بھی تو وہ ناقص ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ان خدمات میں عزت اور شہرت ہوتی ہے اور یہاں اچھی چیز بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ اور ان کو برا سمجھنے والا ایسا ہی ہے جیسے کسی کا جگر خراب ہو اور وہ کھانے پر اعتراض کرے کہ اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کی زبان میں کڑواہٹ ہے۔

پس قادیان میں نمونے موجود ہیں۔ خدمات کے لئے ایثار و قربانیوں کی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بعض لوگ ان قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو نہ صرف قدر کرتے ہیں۔ بلکہ رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پچھلے سالوں سے بہتر نمونہ دکھانے کی توفیق بخشے اور پہلے سے بڑھ کر اخلاص اور محبت کے ساتھ قربانی اور خدمت دین کی توفیق بخشے۔

(الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۲۶)

ا۔ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ